دلالت السنة الترکیة: ایک تحقیقی جائزہ

Indication of the Al-Sunnah Al-Tarkiah: A Research Analysis

Muhammad Usman Khalid [1]

Prof. Dr. Hafiz Muhammad Shahbaz Hasan [2]

Dr Hafiz Qudrat Ullah [3]

Abstract:

Islam is a complete code of conduct which is an excellent system of practical guidance in all walks of life. Islam is the favorite religion of Allah Almighty. No other religion is acceptable to Allah Almighty except Islam. The basic teachings of Islam are preserved in the form of the Qur'an and Sunnah. The complete example of this ideological and practical religion is the caste of the Holy Prophet. There is another aspect of the Sunnah of the Prophet (peace and blessings of Allaah be upon him) to explain the Shari'ah rules, which has received little attention, and that is that in many matters it has been proven that the Prophet (peace and blessings of Allaah be upon him) abandoned them. The Prophet did not perform these actions, that is, they are not part of actions. Such actions are called the Al-Sunnah Al-Tarkiah. The meaning of the deeds left by the Prophet (peace and blessings of Allaah be upon him) is different in different ways, and which of them can be called Sunnah and which cannot? Which of the following is obligatory, and which is not?

Sometimes the Prophet would deliberately give up a task even though you were able to do it and the task required you to do it, even then, he did not do this despite the fact that there were no obstacles. What is the legal status of these abandoned matters? What will be the effect of these abandonment on Shariah rules? Can Al-Sunnah Al-Tarkiah be used as an argument for solving new problems? Or can the status and sanctity of something be decided on the basis of the Al-Sunnah Al-Tarkiah? The research under review also sheds light on the role of the Al-Sunnah Al-Tarkiah in the unity of the Muslim Ummah.

Keyword: *Indication, Unity, abandon, Sunnah, status, sanctity, legal status.*

1. *Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, University of Engineering & Technology, Lahore. https://orcid.org/0000-0001-6391-8474.*

2. *Chairman, Department of Islamic Studies, University of Engineering & Technology, Lahore. https://orcid.org/0000-0002-8320-6885*

3. *Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Engineering & Technology, Lahore.*

تعارف:

رسول اللہ ﷺ نے قرآنی تعلیمات کی تشریح و تبیین کے لیے حالات و واقعات کے پیش نظر مختلف طریقے اختیار فرمائے ہیں۔ بعض اوقات کسی خاص مسئلے میں امت کی راہنمائی کے لیے آپ حکم صادر فرماتے اور بعض حالات میں عملی نمونہ پیش کرنے کی صورت زیادہ کار گرہوتی، اصلاح امت کے لیے کبھی زبان نبوت حرکت میں آتی تو کبھی آپ ﷺ خاموش رہ کر اس کام کو جواز فراہم کرتے ہیں اسی طرح بعض اوقات آپ ﷺ کسی کام کو ''ترک'' کر کے امت کی راہنمائی کرتے ہیں، دین اسلام کی تشریح و تبیین کی یہ مختلف صورتیں ہیں جن پر سنت کا اطلاق ہوتا ہے۔

السنة التركية[1] کی دلالت کے اعتبار سے مختلف حیثیتیں ہیں، جب نبی ﷺ نے کسی کام کو ترک کیا ہو جبکہ اس کام کو کرنے کا تقاضا کرنے والے امور موجود ہوں اور مانع بھی موجود نہ ہو تو اس کو ترک کرنے کی بہت سی دلالتیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس کام کو کرنا مباح اور جائز ہونا، اس کا واجب یا حرام نہ ہونا، کسی عام نص کو خاص کرنا جو ترک سے پہلے ہو، ترک سے پہلے اس کام کا منسوخ ہونا جس کا حکم دیا گیا ہے، اس ترک کیے ہوئے تصرف کا باطل ہونا۔ ان میں بعض معاملات کا مقصد امت کے لیے تخفیف اور سہولت بھی ہے تاکہ بہت سے احکامات دیکھتے ہوئے چند افراد دین سے بیزاری کا رویہ نہ اپنانے لگیں جیسا کہ آج کے دور میں دیکھا جا رہا ہے کہ بہت سے مسلمان دینی تعلیمات سے دوری کے سبب ایسے افعال کے بارے میں لاعلم یا بے عمل دیکھائی دیتے ہیں جو کہ اہل ایمان کی پہچان ہیں۔ ان تمام دلالتوں کا تفصیلی بیان درج ذیل سطور میں دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کے کسی کام کو ترک کرنے کی چھ وجوہات ہو سکتی ہیں۔

(1) مباح اور جائز ہونا:

جب نبی ﷺ نے کسی کام کے کرنے کو ترک کیا ہو، اس کے کرنے کا تقاضا کرنے والے امور بھی موجود ہوں اور کوئی مانع بھی نہ ہو تو آپ ﷺ کا یہ ترک اس کام کے ترک پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اگر یہ کام واجب ہوتا تو نبی ﷺ اس کو ترک نہ کرتے۔ جب آپ ﷺ نے کسی شخص کو کوئی کام کرتے ہوئے دیکھا یا کوئی قول کہتے ہوئے سنا اور اس کو منع نہ کیا تو آپ ﷺ کا اس کام یا اس قول سے منع کو ترک کر دینا اس کی اباحت اور جواز کی دلیل ہے اگر یہ کام جائز نہ ہوتا تو آپ ﷺ اس کو بیان فرما دیتے کیونکہ بیان کو ضرورت کے وقت سے مؤخر کرنا جائز نہیں ہے یعنی نبی ﷺ کے کسی کام کو ترک کرنے یا اس کام سے منع کو ترک کرنے سے اس کام کو کرنے کا جواز حاصل ہوتا ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کا بیان درج ذیل ہے۔

کسی کام کو ترک کرنے کا جواز:

جب نبی ﷺ نے کسی کام کو ترک کیا ہو اس کے کرنے کا تقاضا کرنے والے امور بھی موجود ہوں اور کوئی مانع بھی نہ ہو تو آپ ﷺ کا یہ ترک اس کام کے ترک کرنے کے جائز ہونے اور واجب نہ ہونے پر دلالت کرتا ہے اگرچہ اس سے پہلے آپ ﷺ نے اس کا حکم بھی دیا

---

1 ابن تیمیہ السنة التركية کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: رسول ﷺ کا کوئی کام اپنی امت کے بیان کے لیے اس کے مقتضی کے ہونے اور کسی مانع کے نہ ہونے کے باوجود چھوڑ دینا، وہ تمام امور السنة التركية سے خارج ہو جائیں گے جن کو رسول ﷺ نے عدم قدرت کی بنا پر ترک کیا یا ایسے امور جن کو ترک کرنے کے اس وقت کے حالات متقاضی تھے یا کوئی مانع موجود تھا یا ایسے امور جن کو آپ نے کسی خصوصیت کی وجہ سے ترک کیا۔ اسی طرح وہ کام ''ترک النبی'' میں شامل نہ ہوں گے جو آپ نے ان کاموں کا وجود بالکل نہ ہونے کی وجہ سے چھوڑے کیونکہ ان میں اختیار کا عنصر موجود نہیں تھا، لہٰذا گاڑی پر سواری نہ کرنے، خیراتی ادارے نہ بنانے اور رسالے شائع نہ کرنے سے ان اشیاء کی نفی پر استدلال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ اشیاء دور رسالت میں موجود ہی نہ تھیں اور رسول اللہ ﷺ ان اشیاء پر قادر نہ تھے۔ ان اشیاء کا حکم دوسرے دلائل سے معلوم کیا جا سکتا ہے کیونکہ احکام شرعیہ کا مدار صرف ''ترک'' پر ہی نہیں ہے بلکہ دیگر دلائل بھی موجود ہیں۔

ہو۔اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ نے کسی کام کو ترک کیا تو اس کا ترک کرنا مباح ہوگا یعنی اس کو نہ کرنے کی اجازت ہے۔[1] جیسا کہ آپ ﷺ کا جنابت کی حالت میں بغیر وضو کے سو جانا حالانکہ اس سے پہلے آپ ﷺ نے خود اس بات کا حکم دیا تھا جیسا کہ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر غسل واجب ہوتا تو آپ اسی حالت میں پانی کو ہاتھ لگائے بغیر سو جاتے۔[2] آپ ﷺ کا آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو کا ترک کرنا جبکہ پہلے آپ ﷺ نے خود اس کا حکم دیا تھا۔[3] اسی طرح آپ ﷺ کا مسجد میں نماز تراویح کی جماعت کو ترک کر دینا۔[4] اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے تروک ہیں جو فعل متروک کے واجب نہ ہونے اور اس کے ترک کے جائز ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔اتحاد امت مسلمہ کا تقاضا ہے کہ اختیاری معاملات میں کسی کی باز پرس نہ کی جائے۔

اس کام کا جواز:

جب نبی ﷺ نے کوئی کام ہوتے دیکھا یا کوئی بات سنی اور اس سے منع کو ترک کر دیا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کام کرنا یا وہ بات کہنا جائز ہے اور یہ وہی ہے جس کو فقہاء کے نزدیک ''سنت تقریری'' کہا جاتا ہے۔[5] جیسا کہ آپ ﷺ کا لہسن اور پیاز کے کھانے کو ترک کرنا[6] اور آپ ﷺ کا ''ضب'' کے کھانے سے منع کرنے کو ترک کرنا[7] اسی طرح آپ ﷺ کا ٹیک لگا کر کھانے سے منع کرنے کو ترک کرنا اور اس کے علاوہ بھی بہت سی چیزیں ہیں جن سے منع کرنے کو آپ ﷺ نے ترک کر دیا۔چونکہ بے جا روک ٹوک بھی انسان کو عمل سے دور کر کے بے عملی کی طرف لے جاتی ہے لہٰذا اس سے احتراز برتا جائے تاکہ امت مسلمہ ایک پلیٹ فارم پر اکھٹی رہ سکے۔

(2) عموم:

جب نبی ﷺ نے کسی خاص مسئلہ میں تفصیل طلب کرنے کو ترک کر دیا ہو جبکہ اس کا دو یا دو سے زیادہ صورتوں میں واقع ہونے کا احتمال ہو تو فقہاء کا ترک کی دلالت میں چار اقوال پر اختلاف ہے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا قول:

جب نبی ﷺ نے کسی ایسے مسئلے میں تفصیل طلب کرنے کو ترک کر دیا ہو جو کئی صورتوں کا احتمال رکھتا ہو پھر آپ ﷺ نے اس میں کوئی خاص حکم لگا دیا ہو تو یہ ترک دلالت کرتا ہے کہ یہ حکم تمام صورتوں میں عام ہے۔اگر یہ حکم تمام حالتوں کو عام نہ ہوتا تو آپ ﷺ مطلق

---

[1] ۔ محمد بن اسماعیل الصنعانی، **اصول الفقہ المسمی اجابۃ السائل شرح بغیۃ الآمل** (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۹۸۶ء)، ۱:۸۷.
Muḥammad bin Ismaīl al Sanaanī, *Usool al Fiqh al Musamma Ijabah al Saail*, (Beirut: Mo'assasah al Risālah, 1984AD),87:1

[2] ۔ محمد بن یزید ابن ماجہ، **السنن** (ریاض: دار السلام، ۱۴۳۰ھ)، حدیث: ۵۸۳.
Ibn Mājah, *Sunan Ibn Mājah,* (Riaz: Dār al Sālam, 1430 AH) Ḥadīth #583

[3] سلیمان بن الاشعث ابوداؤد، **السنن** (الریاض: دار السلام، ۱۴۳۰ھ) حدیث: ۱۹۲.
Abū Dā'ūd Sulaymān ibn al-Ash'ath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd,* (Riaz: Dār al Sālam, 1430 AH) Ḥadīth #192

[4] محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح** (الریاض: دار السلام، ۱۴۱۹ھ)، حدیث: ۹۲۴.
Al Bukhārī, Muḥammad bin Ismaīl, *Al Ṣaḥīḥ al Jāmi',* (Riaz: Dār al Sālam, 1419 AH), Ḥadīth # 924

[5] ابراہیم بن علی الشیرازی، **اللمع فی اصول الفقہ** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ)، ۶۹.
Ibraheem bin Ali al Shirazi, *al Lama fi Usool al Fiqh*, (Beirut: Dār al Kutab al 'Ilmiah, 1424 AH), 69

[6] البخاری، **الجامع الصحیح**، حدیث: ۸۵۳.
Al Bukhārī, *Al Ṣaḥīḥ al Jāmi'*, Ḥadīth # 853

[7] البخاری، **الجامع الصحیح**، حدیث: ۵۵۳۶.
Al Bukhārī, *Al Ṣaḥīḥ al Jāmi'*, Ḥadīth # 5536

بات نہ کرتے کیونکہ جو جگہ تفصیل کی محتاج ہوتی ہے اس میں مطلق بات کرنی ممنوع ہوتی ہے۔یہی قول فقہاء مالکیہ □ [1]،زیادہ صحیح قول کے مطابق فقہاء شوافع □ [2]اور فقہاء حنابلہ □ کا ہے۔[3]لہٰذا ایک نوعیت کے مسائل میں ایک حکم کی اتباع امت پر واجب ہے اور اتحاد امت مسلمہ کا تقاضا بھی ہے۔

دوسرا قول:

جب نبی ﷺ نے کسی مسئلے میں تفصیل کے مطالبے کو ترک کر دیا ہو تو اس میں زیادہ پسندیدہ بات ہے کہ یہ حکم تب عام ہو گا جب آپ ﷺ کو اس واقعے کی تفصیل کا علم نہ ہو لیکن اگر آپ ﷺ کو علم ہو تو اس کا حکم عام نہیں ہو گا گویا کہ اس میں پہلے ہی مذہب کو مقید کر دیا گیا ہے۔امام الحرمین الجوینی شافعی □ [4]اور ابن قشیری □ کا بھی کا یہی قول ہے۔[5]اتحاد امت مسلمہ کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات کے درست فہم کو عام کرتے ہوئے اس پر کاربند رہا جائے۔

تیسرا قول:

جس واقعے کے بارے میں شارع سے سوال کیا گیا اس میں شارع کی طرف سے مطلق حکم واقع ہوا ہو اور یہ بات خلط ملط ہو جائے کہ شارع کو حال کا علم تھا یا نہیں کیونکہ یہ مجمل ہے۔یہ شوافع کا وہ قول ہے جو ان کے صحیح قول کے برخلاف ہے۔[6]مطلق حکم کو مطلق قبول کرتے ہوئے اس پر عمل کرنا ہی امت مسلمہ میں اتحاد کا ضامن ہے۔

---

[1] قاضی محمد بن عبد اللہ ابن العربی، **المحصول فی اصول الفقہ** (عمان: دار البیارق، ۱۴۲۰ھ)۷۸، حسن بن عمر السیناونی، **الاصل الجامع لایضاح الدرر المنظومۃ فی سلک جمع الجوامع** (تیونس: مطبعہ النہضہ، ۱۹۲۸ء)،۱: ۱۳۲.

Qazi Muhammad bin Abdullah ibn al Arbi, *al Mehsool*, (Amman: Dār al Biariq,1420 AH), 78, Hassan bin Umar, *Al Asal al Jāmi'*, (Tiyunas: Maṭba'h al Nahzah, 1928 AD), 132:1

[2] زکریا بن محمد انصاری، **غایۃ الوصول** (مصر: دار الکتب العربیہ الکبری، س ن)، ۷۷، حسن بن محمد العطار، **حاشیہ العطار** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن)، ۲: ۲۵.

Zakriya Ansari,*Ghiyah al Wasool*,(Misar: Dār al Kutab al 'Arabiyyah), 77, Hassan al Attar, *Hashiah al Attar*, (Beirut: Dār al Kitāb al 'Arabiyyah), 25:2

[3] احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ، **مجموع الفتاوی** (مدینہ منورہ: مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، ۱۴۱۶ھ)، ۲۱: ۵۷۲.

Ahmad Bin Abdul Halim ibn e Taimyah, *Majmooe al Fatawa*, (Madina Munawara: Majma al Malik Fahad, 1416 AH), 572:21

[4] عبد الملک بن عبد اللہ امام الحرمین الجوینی، **البرہان فی اصول الفقہ** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۸ھ)، ۱: ۱۲۳.

Abdul Malik bin Abdullah, *Al Burhan*, (Beirut: Dār al Kutab al 'Ilmiah, 1428 AH), 123:1

[5] محمد بن عبد اللہ الزرکشی، **البحر المحیط** (دار الکتبی، ۱۴۱۴ھ)، ۴: ۲۰۲.

Al Zarkashī, Muḥammad bin 'Abdullah, *Al Bahar al Muheet*, (Dār al Kutui, 1414 AH), 202:4

[6] ایضا.

Ibid

چوتھا قول:

تفصیل کے مطالبے کو ترک کر دینا عموم کی اقسام میں سے نہیں ہے بلکہ اس میں حکم کا اکتفاء نبی ﷺ کے حال سے کیا جائے گا نہ کہ کلام کی دلالت سے کیونکہ کبھی ایک خاص حالت کی پہچان ہو جاتی ہے تو انہوں نے اپنی معرفت کی بناء پر جواب دے دیا اور تفصیل کا مطالبہ نہیں کیا یا پھر حضرت خزیمہؓ کے قصے میں [1] یا حضرت ابو بردہؓ کے قصے میں [2] اس شخص پر یہ حکم کسی ایسے معنی کی وجہ سے تھا جو اس کے ساتھ خاص تھا۔ یہ قول شوافع میں سے بعض کا ہے جیسے امام غزالی □ [3] اور إلْكِيَاالْهِرَّاسِي □ [4] وغیرہ۔ اتحاد امت مسلمہ کے قیام کے لیے ضروری ہے رسول اللہ ﷺ کے احکامات وافعال کا درست فہم حاصل کر کے ان پر ''من و عن'' عمل کیا جائے اور اپنی طرف سے تاویلات سے پرہیز کیا جائے۔ مطلق حکم کو مطلق اور مقید کو مقید جانتے ہوئے عمل کیا جائے تاکہ دینی امور بالکل واضح ہوں، عام انسان کے لیے ان کا فہم نہایت آسان اور ان پر عمل باعث سکون و راحت ہو۔

مذاکرہ/مناقشہ:

مذکورہ استدلالات کو تسلیم نہیں کیا گیا اور ان کا درج ذیل جواب دیا گیا ہے۔ جو نبی ﷺ کے کسی خاص حالت کو جاننے کے احتمال والا قول ہے اس کے دو جواب دیے گئے ہیں۔

پہلا: یہ احتمال عموم کی قوت کو مانع ہے جبکہ اس کا ظاہر ہونا ممکن نہیں ہے کیونکہ جس بھی چیز کا ذکر نہ کیا گیا ہو اس کی اصل عدم معرفت ہی ہوتی ہے۔ [5] دوسرا: اس احتمال کی طرف تب ہی جایا جا سکتا ہے جب یہ راجح ہو مساوی بھی نہ ہو چہ جائیکہ مرجوح ہو۔ [6] لہذا اتحاد امت مسلمہ کا تقاضا ہے کہ اس میں تخفیف کو رائج کیا جائے۔ باقی جو کسی بھی حالت والے کی حکم میں تخصیص کے احتمال والا قول ہے تو اس کا

---

[1] حضرت خزیمہ بن ثابت □ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سواء بن حارث سے ایک گھوڑا خریدا تو اس نے انکار کر دیا، تو خزیمہ بن ثابت نے آپ کے لیے گواہی دی۔ تو اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ کو کس چیز نے گواہی دینے پر ابھارا حالانکہ آپ تو اس کے ساتھ نہیں تھے؟ تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن آپ نے جو کہا میں نے اس کی تصدیق اس لیے کی کیونکہ میں آپ کو جانتا ہوں کہ آپ حق کے علاوہ کچھ نہیں کہتے تو نبی ﷺ نے فرمایا: "خزیمہ جس کے حق میں گواہی دے یا جس کے خلاف گواہی دے اس کی گواہی کافی ہو گی"، احمد بن الحسین البیہقی، **السنن الکبری** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ)، حدیث ۲۰۵۱۶.

Ahmad bin al Hussain, *Al Sunan al Kubra*, (Beirut: Dār al Kutab al 'Ilmiah, 1424 AH), Ḥadīth # 20516

[2] براء بن عازب □ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے یوم النحر کو ہمیں خطبہ دیا، فرمایا: "جس نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی اور ہماری قربانی کی طرح قربانی کی تو اس نے درست قربانی کو پالیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر دی تو یہ گوشت کی بکری ہے"۔ ابو بردہ بن نیار کھڑے ہو کر فرمانے لگے: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم میں نے نماز کی طرف نکلنے سے پہلے قربانی کر دی اور میں نے یہ سمجھا کہ آج کا دن کھانے اور پینے کا دن ہے چنانچہ میں نے جلدی کی اور میں نے خود بھی گوشت کھا لیا اور اپنے گھر والوں اور ہمسایوں کو بھی کھلا دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ گوشت کی بکری ہے"۔ تو انہوں نے کہا: میرے پاس ایک چھ ماہ کا بھیڑ کا بچہ ہے جو میری گوشت والی بکری سے زیادہ اچھا ہے کیا وہ مجھے کفایت کرے گا؟ تو آپ نے فرمایا: "ہاں۔ لیکن تیرے بعد کسی اور سے کفایت نہیں کرے گا"، البخاری، **الجامع الصحیح**، حدیث: ۹۸۳.

Al Bukhārī, *Al Ṣaḥīḥ al Jāmi'*, Ḥadīth # 983

[3] محمد بن محمد الغزالی، **المستصفی** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۳ھ)، ۲۳۶.

Muhammad bin Muhammad al Ghazali, *al Mustasfa*, (Beirut: Dār al Kutab al 'Ilmiah, 1413 AH), Ḥadīth # 236

[4] بدر الدین محمد بن عبد اللہ الزرکشی، **البحر المحيط في أصول الفقه** (دار الکتبی، ۱۴۱۴ھ)، ۴:۲۰۲.

Badar ul Deen Al Zarkashī, *Al Bahar al Muheet*, (Dār al Kutabi, 1414 AH)202:4

[5] آل تیمیہ { عبد السلام بن تیمیہ (م:652ھ) نے اس کتاب کو لکھنا شروع کیا جو کہ دادا ہیں، عبد الحلیم ابن تیمیہ (م:682ھ) نے اس کتاب میں کچھ اضافہ کیا جو کہ والد ہیں اور احمد ابن تیمیہ (م:728ھ) نے اس کتاب کی تکمیل کی جو کہ بیٹے ہیں۔ }، **المسودہ** (بیروت: دار الکتاب العربی، س ن)، ۱۰۹.

Aal ibn e Taimiah, *Al Musawadah*, (Beirut: Dār al Kutab Al 'Arabī), 109

[6] محمد بن علی الشوکانی، **ارشاد الفحول** (بیروت: دار الکتاب العربی، ۱۴۱۹ھ)، ۱:۳۳۰.

Muhammad bin Ali al Showkani, *Irshad al Fohool*, (Beirut: Dār al Kitab Al 'Arabī , 1419 AH), 330:1

یہ جواب دیا گیا ہے کہ اصل عدم تخصیص ہی ہوتی ہے[1] اور اگر نبی ﷺ اس کی تخصیص کا ارادہ کریں جیسا کہ حضرت خزیمہ والے قصے میں اور حضرت ابو بردہ والے قصے میں ہے تو اس اختصاص کو حکم میں واضح کر دیا جاتا ہے۔ جن میں تخصیص کا حکم ہے ان کو مخصوص کر کے ان پر عمل کرنا ہی امت مسلمہ کے لیے اتحاد کی بنیاد ہے۔

جو یہ قول ہے کہ یہ مجمل ہے تو اس کو موقوف ہی رکھا جائے گا[2] تو اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ اصل کسی خاص حالت میں واقع نہ ہونا ہوتا ہے پھر یہ اس حالت کی طرف لوٹ آئے گا جس کے وقوع کی حقیقت معلوم نہیں ہے۔[3]

بیان کردہ ابحاث یہ ثابت کرتی ہیں سنت اپنی نوعیت میں حجت ہی رہے گی خواہ وہ سنت فعلیہ ہو یا السنة التركية کیونکہ آپ ﷺ کی مکمل زندگی ہی ہمارے لیے اسوہ حسنہ ہے لہٰذا ان میں فعل کی ترغیب اور ترک کی تردید بے معنی ہے۔ اتحاد امت مسلمہ کا تقاضا یہی ہے کہ سنت پر ''من وعن'' عمل کیا جائے۔

راجح رائے:

تمام اقوال واعتراضات دیکھنے اور غور وفکر کرنے کے بعد راجح بات یہ ہے کہ نبی ﷺ کا تفصیل کے مطالبے کو ترک کر دینا حکم کے عموم پر دلالت کرتا ہے کیونکہ آپ ﷺ کا تفصیل کے مطالبے کو ترک کرنے میں بیان کی ضرورت کے وقت سے تاخیر لازم آئے گی جو کہ ممنوع ہے اور نبی ﷺ سے کئی واقعات میں تفصیل کا مطالبہ کرنا ثابت ہے جیسا کہ حضرت ماعز کے قصے میں ہے کہ جب اس نے زنا کا اعتراف کیا تو آپ ﷺ نے اس سے کئی سوال کیے آپ ﷺ نے فرمایا: شاید کہ تو نے بوسہ لیا ہو؟ یا تو نے چھوا ہو؟ یا تو نے دیکھا ہو؟ یا تو نے اس قسم کی کوئی حرکت کی ہو؟ (یعنی یہ چیزیں زنا کا باعث بنتی ہیں تم ان میں سے کوئی حرکت کر گزرے ہو گے اور اب اسی کو زنا سے تعبیر کر رہے ہو؟) تو اس نے کہا: نہیں! اے اللہ کے رسول تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اس سے زنا کیا ہے؟ آپ ﷺ نے یہ بات اشارہ/کنایہ میں نہیں پوچھی بلکہ واضح الفاظ میں پوچھا۔ تو راوی کہتا ہے: اس تحقیق وتفتیش کے بعد آپ ﷺ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا۔[4] لہٰذا وہ معاملات جن کا تعلق عمومی مفاد یا عمومی نقصان سے ہو یعنی احکامات سے متعلق معاملات میں صاف گوئی اور واضح عملدر آمد سے ہی امت کو آنے والے نقصانات سے بچایا جا سکتا ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ کا اس صحابی کے قصے میں تفصیل کا مطالبہ کرنا جس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی اور پھر اس پر پشیمان تھا تو آپ ﷺ نے اس سے بھی ساری تفصیل پوچھی اور اس کی بیوی کو اس پر لوٹا دیا۔[5]

اسی بناء پر کہا جا سکتا ہے کہ نبی ﷺ کا تفصیل کے مطالبے کو ترک کرنا عموم پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ اس صحابی کا واقعہ ہے جو اسلام لایا تو اس کی دس بیویاں تھیں تو اسے نبی ﷺ نے فرمایا: ان میں سے چار کو رکھ لو اور باقی سب کو چھوڑ دو۔[6] یہاں نبی ﷺ نے اس

---

[1] ایضا، ۱:۳۴۶.

Ibid, 346:1

[2] الزرکشی، **البحر المحیط**، ۴:۲۰۲.

Al Zarkashī, *Al Bahar al Muheet*, 202:4

[3] ایضا، ۴:۲۰۳.

Ibid, 203:4

[4] البخاری، **الجامع الصحیح**، حدیث: ۶۸۲۴.

Al Bukhārī, *Al Ṣaḥīḥ al Jāmi'*, Ḥadīth # 6824

[5] محمد بن عیسیٰ الترمذی، **السنن** (الریاض: دار السلام، ۱۴۳۰ھ)، حدیث: ۱۱۷۷.

Al Tirmidhī, Muḥammad bin Isa. *Sunan al Tirmidhī,* (Riaz: Dār al Sālam, 1430 AH), Ḥadīth #1177

[6] محمد بن حبان، **صحیح ابن حبان** (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ)، حدیث: ۴۱۵۷.

سے تفصیل کا مطالبہ نہیں کیا کہ تو نے ان سب سے ایک ساتھ شادی کی تھی یا یکے بعد دیگرے کی تھی اگر یہ حکم دونوں حالتوں کو عام نہ ہوتا تو آپ ﷺ مطلق حکم نہ دیتے کیونکہ جو جگہ تفصیل چاہتی ہو وہاں مطلق حکم لگانا ممنوع ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ نے کسی مسئلہ میں تفصیل پوچھے بغیر کوئی کام ترک کرنے کا حکم دیا ہے تو یہ حکم اس مسئلہ کی تمام صورتوں کو شامل ہو گا۔آپ ﷺ نے کوئی تفصیل نہیں پوچھی کہ دس بیویوں کے ساتھ نکاح ایک ہی وقت میں ہوا تھا یا مختلف اوقات میں، یہ حکم دونوں صورتوں کو شامل ہو گا اور دونوں صورتوں میں چار سے زائد بیویوں کو چھوڑنے کا حکم لاگو ہو گا۔[1] لہٰذا بے جا وضاحت کو کریدنا اسلام کے حسن کے خلاف ہے اسلام کسی کی نجی زندگی کی بے آبروئی کو پسند نہیں کرتا بلکہ خدائی منشا کے مطابق احکامات پر عمل کا حکم لاگو کرتا ہے تاکہ امت مسلمہ میں اتحاد واتفاق قائم ہو سکے۔

(3) تخصیص عام:

نبی ﷺ کے ترک کی دلالتوں میں سے ایک دلالت عام کو خاص کرنا ہے۔[2] یہ قسم فقہاء کے ہاں قَصْرُ الْعَامِ عَلَى بَعْضِ الفاظه۔[3] (عام کو اس کے بعض الفاظ پر مقصور کر لینا) کے الفاظ کے ساتھ معروف ہے تو عام کو خاص کرنے میں آپ ﷺ کے افعال بھی آپ ﷺ کے اقوال کی طرح ہی ہیں[4] کیونکہ ترک کا جب قصد کر لیا جائے[5] تو وہ بھی فعل ہوتا ہے۔[6] چنانچہ اس کے ساتھ بھی عام کو خاص کیا جا سکتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ نے عام معمول سے ہٹ کر کوئی مخصوص کام کیا ہو جیسا کہ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ دعا میں ہاتھ مبارک اٹھاتے تھے لیکن جب خطبہ جمعہ میں دعا کرتی ہو تو ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ اگر منبر پر بھی دعا میں ہاتھ اٹھانا مشروع ہوتا تو نبی ﷺ اس کو ترک نہ کرتے[7] جبکہ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا رب بڑی شرم اور بڑے کرم والا ہے اس کو اس بات سے شرم آتی ہے کہ اس کا کوئی بندہ اس کے آگے ہاتھ پھیلائے اور وہ ان کو خالی لوٹا دے۔[8] اسی طرح عذاب کی آیت پڑھتے وقت اللہ کے عذاب سے پناہ مانگنے اور رحمت والی آیت کو پڑھتے ہوئے اللہ سے اس کی رحمت مانگنے والے عمل کو فرض کے علاوہ صرف نفل میں خاص کرنا کیونکہ ایسا کرنا نفل نماز میں ثابت ہے، فرض میں یہ عمل صحابہ □ سے منقول نہیں ہے یہی وجہ ہے جو اس کے ترک پر دلالت کرتی ہے۔ حضرت حذیفہ □ فرماتے ہیں ایک رات

Muhammad bin Hibban, *Al Ṣaḥīḥ*, (Beirut: Mo'assasah al Risālah, 1414 AH), Ḥadīth # 4157

[1] جب کوئی مشرک اسلام لائے اور اس کی چار سے زائد بیویاں ہوں تو وہ ان میں سے جن چار کو چاہے روکے رکھے اور باقی تمام کو چھوڑ دے کیونکہ چار سے زائد اس کے لیے حلال نہیں ہیں اس بات میں کوئی فرق نہیں کیا جائے گا کہ اس نے ان سب عورتوں سے ایک ہی عقد کیا ہو یا متفرق عقد کیے ہوں اور اس میں بھی کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ ان میں سے کسے چھوڑ دے، چاہے جس سے پہلے نکاح ہوا اسے چھوڑ دے یا جس سے بعد میں نکاح ہوا، سوائے اس کے کہ کوئی ایسی عورت ہو جو اسلام میں اس پر حرام ہو۔

[2] ابن تیمیہ، **مجموع الفتاوی**، ٦: ٤٥٣.

Ibn e Taimyah, *Majmooe al Fatawa*, 453:6

[3] مسعود بن عمر التفتازانی، **شرح التلویح علی التوضیح** (مصر: مکتبہ صبیح، س ن)، ١: ٧٦.

Masood bin Umar al Taftazani, *Sharah al Talveeh*, (Misar: Maktaba Sabeeh), 72:1

[4] ابوالوفاء علی بن عقیل، **الواضح فی اصول الفقہ** (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ للطباعۃ والنشر والتوزیع، ١٤٢٠ھ)، ٤: ١٣٥.

Ali bin Aqeel, *al Wazih*, (Beirut: Mo'assasah al Risālah, 1420 H), 135:4

[5] محمد بن عبداللہ الزرکشی، **المنثور فی القواعد الفقہیہ** (کویت: وزارت اوقاف، ١٤٠٥ھ)، ١: ٢٨٤.

Al Zarkashī, Muḥammad bin 'Abdullah, *Al Mansoor fi al Qwaid al Fiqhiah*, (Qwait: Dār al Kutui, 1405 AH), 284:1

[6] علی بن عبدالکافی تاج الدین السبکی، **الابہاج فی شرح المنہاج** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ١٤١٦ھ)، ١: ٥١.

Ali bin Abdul Kafi, *Al Ibhaj*, (Beirut: Dār al Kutab al 'Ilmiah, 1416 AH), 51:1

[7] الترمذی، **السنن**، حدیث: ٥١٥.

Al Tirmidhī, Muḥammad bin 'Esa, *Sunan al Tirmidhī*, Ḥadīth #515

[8] ابوداؤد، **السنن**، حدیث: ١٤٨٨.

Abū Dā'ūd Sulaymān ibn al-Ash'ath, *Sunan Abī Dāwūd*, Ḥadīth #1488

میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پس جب آپ ﷺ کسی آیت رحمت پر پہنچتے تو وہاں رک جاتے اور اللہ سے خیر طلب فرماتے اسی طرح جب عذاب والی آیت پر پہنچے تو وہاں بھی رک جاتے اور اللہ سے پناہ طلب فرماتے۔[1] ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں: نمازی کے لیے مستحب ہے کہ نفل نماز میں جب وہ آیت رحمت پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرے یا عذاب والی آیت پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرے۔[2] لیکن فرائض میں یہ مستحب نہیں ہے کیونکہ فرض نماز میں ایسا کرنا نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ اتحاد امت مسلمہ کے قیام کے لیے ضروری ہے کہ ہم بھی رسول ﷺ کی اتباع میں آپ کے اعمال کی پیروی کریں اور آپ ﷺ نے جن اعمال کو ترک کیا ہو ہم انہیں بجانہ لائیں کیونکہ امت اسی صورت میں ایک علم تلے جمع ہو کر انتشار و اختلاف سے بچ سکے گی۔

(4) نسخ:

نسخ فعل میں بھی ایسے ہی جائز ہے جیسا کہ قول میں جائز ہے کیونکہ فعل بھی بیان میں قول کی طرح ہی ہے۔[3] ترک بھی جب قصد کر کے کیا جائے تو وہ بھی فعل کی طرح ہی ہے۔[4] چنانچہ جب نبی ﷺ نے کسی بھی کام کے کرنے کو ترک کر دیا تو یہ ترک چند شرطوں کے ساتھ اس کام کے منسوخ ہونے پر دلالت کرے گا، ان میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ اس ترک کیے ہوئے کام کا شریعت نے حکم دیا ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اس کام کا تقاضا کرنے والے امور موجود ہوں۔ تیسری شرط یہ ہے کہ کوئی مانع نہ ہو۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ جب ترک کلی ہو تو وہ نبی ﷺ کے دو

کاموں میں سے آخری معاملہ ہو[5] جیسا کہ آگ پر پکی چیز سے وضو کا منسوخ ہونا[6] کیونکہ نبی ﷺ نے آگ پر پکی چیز کھانے کے بعد وضو کو ترک کر دیا تھا۔ اسی طرح آپ ﷺ کے اس قول کی منسوخی "شادی شدہ مرد اگر شادی شدہ عورت سے زنا کرے تو ان کو سو سو کوڑے مارے جائیں اور رجم کیا جائے"[7] آپ ﷺ کے حضرت ماعز کو کوڑے مارنے کو ترک کرنے کی وجہ سے ہے۔[8] اسی طرح شراب پینے میں تکرار کرنے وال کے قتل[9] کے حکم کی منسوخی بھی نبی ﷺ کے اس عمل کو ترک کرنے کی وجہ سے ہے۔[10] اسی طرح جنازے کے

---

[1] ابن حبان، **صحیح ابن حبان**، حدیث: ۲۴۰۴۔

Ibn e Hibban, *Al Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth #2404

[2] عبد اللہ بن احمد ابن قدامہ، **المغنی** (مصر: مکتبہ القاہرہ، ۱۳۸۸ھ)، ۱: ۳۹۴۔

Ibn Qudama, *al Mughni*, (Misar: Maktaba al Qahira, 1388 AH), 394:1

[3] الشیرازی، **اللمع فی اصول الفقہ**، ۵۹۔

Al Shirazi, *al Lama fi Usool al Fiqh*, 69

[4] الزرکشی، **المنثور فی القواعد الفقہیہ**، ۱: ۲۸۴۔

Al Zarkashī, *Al Mansoor fi al Qwaid al Fiqhiah*,, 284:1

[5] علی بن احمد الظاہری، **الاحکام فی اصول الاحکام** (بیروت: دار الآفاق الجدیدہ، س ن)، ۲: ۳۲۔

Ali bin Ahmad al Zahri, *al Ihkam*, (Beruit: Dār al Aafaq al Jadī dah), 32:2

[6] ابو داؤد، **السنن**، حدیث: ۱۹۲۔

Abū Dā'ūd Sulaymān ibn al-Ash'ath,*Sunan Abī Dāwūd,* Ḥadīth #192

[7] مسلم بن الحجاج القشیری، **الصحیح** (الریاض: دار السلام، ۲۰۰۰ء)، حدیث: ۱۶۹۰۔

Muslim, *Al Ṣaḥīḥ* (Riaz: Dār al Sālam, 2000 AD), Ḥadīth # 1690

[8] البخاری، **الجامع الصحیح**، حدیث: ۶۸۲۴۔

Al Bukhārī, *Al Ṣaḥīḥ al Jāmi'*, Ḥadīth # 6824

[9] محمد بن عبد اللہ الحاکم، **المستدرک** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ)، حدیث: ۸۱۱۸۔

Al Hakim Muḥammad bin 'Abdullah, Al-Mustadrak alaa al-Sahihain, (Beruit: Dār al Kutub al Ilmiah, 1411 Ah), Ḥadīth # 8118

[10] الترمذی، **السنن**، حدیث: ۱۰۴۴۔

Al Tirmidhī, Muḥammad bin 'Esa, *Sunan al Tirmidhī*, Ḥadīth #1044

لیے کھڑے ہونے کے حکم [1] کی منسوخی کیونکہ نبی ﷺ نے جنازے کے لیے کھڑے ہونے کو ترک کر دیا تھا۔[2] اگر سابقہ شروط میں سے کوئی ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو ترک نسخ پر دلالت نہیں کرے گا بلکہ اس صورت میں سابقہ حکم کے عدم وجود اور اس کو ترک کرنے کے جواز پر دلالت کرے گا جیسا کہ نبی ﷺ کا فتح مکہ کے موقع پر ہر نماز کے لیے علیحدہ وضو کو ترک کرنا[3] تو یہ بات دلالت کرتی ہے کہ جو شخص پہلے سے باوضو ہو اور پھر نماز کے لیے کھڑا ہو تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے فرمان[4] میں وضو کا حکم وجوب کے لیے نہیں بلکہ استحباب کے لیے ہے۔ لہٰذا مومنین کے لیے اختیار ہے کہ جو چاہے وضو دہرا لے اور جو چاہے پہلے وضو سے نماز ادا کر لے۔ اس عمل میں اختیار کو ترجیح دینا امت میں اتحاد برقرار رکھنے کی دلیل ہے۔

اس بات کی تنبیہ کرنا بھی لازم ہے کہ ترک بذات خود ناسخ نہیں ہے بلکہ یہ تو صرف سابقہ نسخ پر دلالت کرتا ہے اور یہ فقہاء کے اس کلام کی تخریج ہے جو انہوں نے نبی ﷺ کے فعل کے ساتھ نسخ کو ثابت کرتے ہوئے کیا۔ جب انہوں نے کہا یہ بات ممکن نہیں ہے کہ فعل ناسخ ہو کیونکہ اس کے مختلف زمانے ہوتے ہیں پس اگر یہ ناسخ ہو تو نسخ تب تک ثابت نہیں ہو گا جب تک یہ مکمل نہ ہو جائے اور اس کے مکمل ہونے سے پہلے یہ ایک باطل صورت پر ہو گا اور یہ ناممکن ہے[5] کہ نبی ﷺ منسوخ کے ساتھ خطاب کر رہے ہیں۔ جب آپ ﷺ اس کو ترک کر دیں تو آپ ﷺ گنہگار ہوں گے، معاذ اللہ یہ بات جائز نہیں ہے۔[6] آپ ﷺ کے بارے میں یہ بھی گمان نہیں کیا جا سکتا کہ آپ ﷺ بغیر کسی ناسخ دلیل کے نص کی مخالفت کریں۔[7] لہٰذا جب آپ ﷺ کی سنتوں میں نسخ کا معاملہ آجائے تب ہم بعد والے احکامات کو حجت مانیں گے اور صحابہ کرام کے تعامل کو اس پر دلیل جانیں گے اور یہی امت مسلمہ پر لازم ہے تاکہ امت مختلف العمل ہوتے ہوئے فرقہ بندی سے محفوظ رہے۔

(5) عدم صحت:

جب نبی ﷺ کسی کام کے کرنے کو ترک کر دیں جبکہ اس کے کرنے کا تقاضا کرنے والے امور موجود ہوں اور کوئی مانع نہ ہو تو کبھی یہ ترک اس ترک کیے ہوئے کام کی عدم صحت پر دلالت کرتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ نے کوئی کام چھوڑا ہو گا تو وہ کام درست نہیں ہو گا جیسا کہ حضرت صالح □ کی قوم پر جب آپ ﷺ کا گزر ہوا تو آپ نے ان کے پانی سے طہارت اور وضو کرنے سے منع کر دیا کیونکہ اس

---

[1] الترمذی، **السنن**، حدیث: ۱۰۴۳.

Al Tirmidhī, Muḥammad bin ‘Esa, *Sunan al Tirmidhī*, Ḥadīth #1043

[2] الترمذی، **السنن**، حدیث: ۱۰۴۴.

Al Tirmidhī, Muḥammad bin ‘Esa, *Sunan al Tirmidhī*, Ḥadīth #1044

[3] ابن ماجہ، **السنن**، حدیث: ۵۱۰.

Ibn Mājah, *Sunan Ibn Mājah,* Ḥadīth #510

[4] المائدۃ: ٦.

Sūrah Al-Meada 6

[5] محمد بن عبداللہ الزرکشی، **تشنیف المسامع** (مکتبہ قرطبہ للبحث العلمی واحیاء التراث، ۱۴۱۸ھ)، ۲: ۸۶۰.

Al Zarkashī, Muḥammad bin ‘Abdullah, *Tashneef al Masame*, (Maktabah Qurtaba lil Bahas al Ilmi wa Iḥyā’ al Turas al ‘Arabī,1418 AH), 860:2

[6] ابراہیم بن علی الشیرازی، **التبصرۃ فی اصول الفقہ** (دمشق:: دار الفکر، ۱۴۰۳ھ)، ۴۸.

Ibraheeem bin Ali, *al Tabsarah*, (Dimishq: Dār al Fikr, 1403 AH), 48

[7] محمد امین المعروف امیر بادشاہ، **تیسیر التحریر** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ)، ۳: ۷۲.

Muhammad Ameen, *Taiseer al Tahreen*, (Beruit: Dār al Kutub al Ilmiah, 1430 Ah), 72:3

جیسے پانی سے طہارت حاصل کرنا درست نہیں۔[1] پس نبی ﷺ نے اس پانی سے وضو کو ترک کیا اور اپنے صحابہ □ کو حکم دیا کہ وہ اس پانی کو بہا دیں تو یہ چیز اس پانی کے ساتھ طہارت حاصل نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ شیخ الدسوقی المالکی □ نے لکھا ہے: مذکورہ حکم تعبدی[2] ہے نہ کہ پانی کے نجس ہونے کی وجہ سے۔[3] اسی بات پر اعتماد ہے مالکیہ کا[4]، شوافع کا بھی یہی قول ہے[5]، حنابلہ کا مذہب بھی یہی ہے[6] اور اہل ظاہر کا بھی یہی قول ہے۔[7] اسی طرح ان کی زمین پر نماز کو ترک کرنا کیونکہ وہ اللہ کی ناراضی اور غصے والی زمین ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ان لوگوں کی زمین میں داخل نہ ہونا[8] جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کو بھی وہی عذاب پہنچ جائے جو ان کو پہنچا مگر اس طرح سے گزرنا کہ تم رونے والے ہو پھر آپ ﷺ نے اپنے سر کو جھکا لیا اور سواری کو تیزی کے ساتھ چلایا حتیٰ کہ آپ ﷺ نے اس وادی کو پار کر لیا۔ لہٰذا آپ ﷺ کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے جب بھی ہم کسی ایسے تاریخی مقام کا قصد کریں تو ہمیں چاہیے کہ وہاں کا پانی اور دیگر اشیاء استعمال نہ کریں اور نہ ہی اسے سیر و تفریح کا مرکز بننے دیا جائے کیونکہ وہ مقام عبرت کے لیے باقی ہے لیکن اگر وہاں سیر و تفریح اور شور و غل کیا جائے تو یہ اسلام میں کسی طور بھی جائز اور مناسب نہیں سمجھا گیا بلکہ ان سے عبرت پکڑنے اور توبہ و استغفار لازم کرنے کا حکم ہے۔

(6) عدم مشروعیت:

جب نبی ﷺ نے عبادات میں سے کسی کام کو ترک کر دیا ہو جبکہ آپ ﷺ اس کو ترک کرنے کا قصد بھی کرنے والے ہوں اور ایسے امور بھی موجود ہوں جو ترک کا تقاضا کرتے ہوں اور کوئی مانع بھی موجود نہ ہو، کتاب و سنت کی کوئی عام نص بھی اس فعل کے جائز ہونے پر دلالت نہ کرتی ہو تو یہ ترک اس کام کے غیر مشروع ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اگر یہ کام مشروع ہوتا تو یا تو نبی ﷺ خود اس کو کرتے یا اس کی اجازت دیتے اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے صحابہ □ یا خلفاء □ نے اس کام کو کیا ہوتا لہٰذا اس کام کو کرنا بدعت و گمراہی ہوگا۔[9] نبی ﷺ نے فرمایا: سب سے برے کام دین میں ایجاد کردہ نئی چیزیں ہیں اور دین میں ہر نئی ایجاد کردہ چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔[10] اسی طرح فرمایا: جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی جو اس میں نہیں تھی تو وہ مردود ہے[11] اور یہ ایسے ہی ہے

---

[1] مسلم، **الصحیح**، حدیث: ۲۹۸۱.

Muslim, *Al Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth # 2981

[2] ایسا حکم جس کی وجہ معلوم نہ ہو جیسے شارع □ نے حکم دیا ہے اس کو عبادت سمجھ کر ویسے ہی کرنا جیسے موزوں پر مسح کرنا، یہ حکم تعبدی ہے اس کی وجہ ہمیں معلوم نہیں ہے۔

[3] محمد بن احمد الدسوقی، **حاشیۃ الدسوقی** (بیروت: دار الفکر، س ن)، ۱: ۳۴.

Muhammad bin Ahmad al Dasooq, *Hashia al Dasooqi*, (Beruit: Dār al Fikr), 34:1

[4] محمد بن عبد اللہ الخرشی، **شرح مختصر خلیل للخرشی** (بیروت: دار الفکر للطباعۃ، س ن)، ۱: ۶۴.

Muhammad bin Abdullah al Kharshi, *Sharah Mukhtasa al Kharshi*, (Beruit: Dār al Fikr), 64:1

[5] یحیٰ بن شرف نووی، **المجموع شرح المہذب** (بیروت: دار الفکر، س ن)، ۱: ۹۲.

Yahya bin Sharaf Navvi, *al Majmooe*, (Beruit: Dār al Fikr), 92:1

[6] منصور بن یونس البہوتی، **کشاف القناع** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن)، ۱: ۲۹.

Mansoor bin Younas, *Kashaf al Qannae*, (Beruit: Dār al Kutub al Ilmiah), 29:1

[7] علی بن احمد ابن حزم الظاہری، **المحلی** (بیروت: دار الفکر، س ن)، ۱: ۲۰۹.

Ali bin Ahmad al Zahri, *Al Muhalla*, (Beruit: Dār al Fikr), 209:1

[8] غزوہ تبوک سے واپسی پر آپ ﷺ نے فرمایا۔

[9] ابن تیمیہ، **مجموع الفتاوی**، ۲۶: ۱۷۲.

Ibn e Taimyah, *Majmooe al Fatawa*, 172:26

[10] محمد بن اسحاق بن خزیمہ، **صحیح ابن خزیمہ** (بیروت: المکتب الاسلامی، ۱۴۲۴ھ)، حدیث: 1785.

Muhammad bin Ishaq Khuzaima, *Al Ṣaḥīḥ ibn Khuzaima*, (Beirut: al Maktab al Islāmī, 1424 AH), Ḥadīth # 1785

[11] البخاری، **الجامع الصحیح**، حدیث: ۲۶۹۷.

Al Bukhārī, *Al Ṣaḥīḥ al Jāmi'*, Ḥadīth # 2697

جیسے نبی ﷺ کا عیدین کی نمازوں کے لیے اذان واقامت کو ترک کرنا[1] منبر پر دعا کرتے ہوئے ہاتھوں کے اٹھانے کو ترک کرنا[2] اس کے علاوہ وہ تمام امور جو عبادات کی جنس سے ہیں اور نبی ﷺ نے ان کو ترک کیا ہے۔ ان تمام متروکہ بدعی امور کا حکم برابر نہیں ہوتا بلکہ ان میں سے کچھ وہ ہوتے ہیں جو گمراہی اور کفر ہوتے ہیں اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جو کفر تو نہیں کرتے لیکن حرام ہوتے ہیں اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جو مکروہ ہوتے ہیں۔ وہ بدعت جس سے انسان کافر ہو جاتا ہے وہ ہوتی ہے جس کے ذریعے غیر اللہ کا قرب حاصل کیا جائے جیسا کہ قبروں کے پاس ذبح کرنا یا قبر والوں کے لیے ذبح کرنا اور قبر والوں سے اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے مدد طلب کرنا وغیرہ تو نبی ﷺ نے اس طرح کے کاموں کو ترک کیا اور ان جیسے تمام کاموں کو بھی ترک کیا جو سوائے اللہ کے اور کسی کے لائق نہیں۔ اس طرح کے افعال کا کفر وگمراہی ہونے کی دلیل اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے: وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ۔[3] (اور انہیں نہیں حکم دیا گیا مگر اس بات کا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ دین کو خالص کرتے ہوئے) پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی عبادت کا حکم دیا اور عبادت سے مراد ہے اللہ کی قربت کی صفات سے متصف ہو کر اس کی اطاعت کرنا اور یہ اس طرح ہو گا کہ خلوص نیت کے ساتھ اعمال کو سوائے اس کی رضا کے ہر چیز سے خالی کر کے کیا جائے۔[4] اس کے لیے عبادت کو خالص کرنے کا مطلب ہے کہ اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ کیا جائے کیونکہ شرک اخلاص کی ضد ہے۔[5] حرام بدعت یہ ہو گی کہ کسی ایسی عبادت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے جس عبادت کے ذریعے نبی ﷺ نے قرب حاصل کرنے کو ترک کر دیا ہو جیسا کہ عیدین کی نمازوں کے لیے اذان واقامت کہنا۔[6] فجر کی اذان کے علاوہ میں تثویب کرنا۔ حرمت کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ۔[7] (کیا ان کے شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیے دین میں وہ کام مشروع کر دیے ہیں جن کی اللہ نے اجازت نہیں دی) پس جس بھی چیز کی اللہ نے اجازت نہیں دی اس کو مشروع کرنا باطل[8] اور اس کی اتباع حرام ہے۔ مذکورہ آیت کی تفسیر میں امام طبری □ فرماتے ہیں: انہوں نے دین میں لوگوں کے لیے وہ چیزیں ایجاد کر لیں جن کو ایجاد کرنا اللہ نے ان کے لیے مباح قرار نہیں دیا تھا۔[9] مکروہ بدعت کسی عبادت میں کسی ایسے کام کے کرنے کا نام ہے جس کام کو نبی ﷺ نے ترک کیا ہو اور اس کام کے کرنے والے کا مقصد قرب الٰہی بھی نہ ہو جیسا کہ ذوالحجہ کی آٹھ تاریخ کو میدان عرفات میں رات گزارنا جبکہ نبی ﷺ نے اسے ترک کیا ہے اگر یہ کوئی نیکی کا کام ہوتا تو آپ ﷺ اسے ضرور کرتے، امام کا جمعہ والے دن منبر پر دعا کرتے ہوئے ہاتھوں کو اٹھانا اگر اس میں بھی کوئی بھلائی ہوتی تو نبی ﷺ اسے ضرور کرتے اور اسے ترک نہ کرتے۔ اگر

---

[1] مسلم، **الصحیح**، حدیث: ۸۸۵.

Muslim, *Al Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth # 885

[2] الترمذی، **السنن**، حدیث: ۵۱۵.

Al Tirmidhī, Muḥammad bin ‘Esa, *Sunan al Tirmidhī*, Ḥadīth #515

[3] البینۃ: ۵.

Sūrah Al-Bayyina 5

[4] محمد بن عبداللہ ابن العربی، **احکام القرآن** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ)، ۴: ۴۳۷.

Muhammad bin Abdullah ibn al Arbi, *Ahkam al Qur'ān*, (Beirut: Dār al Kutab al ‘Ilmiah, 1424 AH), 437:4

[5] احمد بن علی الجصاص، **احکام القرآن** (بیروت: داراحیاء التراث العربی، ۱۴۰۵ھ)، ۵: ۳۷۴.

Ahmad bin Ali al Jassas, *Ahkam al Qur'ān*, (Beirut: Dār Iḥyā’ al Turas al ‘Arabī, 1405 AH), 374:5

[6] ابن حزم الظاہری، **المحلی**، ۲: ۱۷۸.

Ibn e Hazam al Zahri, *Al Muhalla*, 172:2

[7] الشوری: ۲۱

Sūrah Ash-Shura 21

[8] محمد بن ابو بکر ابن القیم جوزی، **اعلام المقعین** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۳۲ھ)، ۲: ۴۲۹.

Muhammad bin Abubakar ibn al Qayyim al Jozi, *Aalaam al Muwqieen*, (Beirut: Dār al Kutab al ‘Ilmiah, 1432 AH), 429:2

[9] محمد بن جریر الطبری، **جامع البیان** (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۲۰ھ)، ۲۱: ۵۲۲.

Muhammad bin JarirTabri, *Al Jām'i al Bian*, (Beirut: Mo’assasah al Risālah, 1420 AH), 522:21

یہ کام مکروہ نہ ہوتا تو صحابہ ؓ میں سے اس کام کو کرنے والے مذمت کے مستحق نہ ٹھہرتے۔ اگر انہی امور کو کوئی تقرب سمجھ کر کرے تو انہیں کرنا حرام ہوگا۔ لٰہذا امت مسلمہ پر لازم ہے کہ ان امور کو کسی صورت بھی نیکی نہ سمجھیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے ترک کیا ہو کیونکہ نبی ﷺ ہر گز کسی بھلائی کے کام کو ترک نہ کرتے۔ امت مسلمہ کا اتحاد اسی میں مضمر ہے کہ نبی ﷺ کے ترک کردہ امور کو حجت سمجھا جائے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے کوئی کام ترک کیا ہے تو وہ کام یقیناً جائز نہیں ہے جیسا کہ منبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اگر جائز ہوتا تو آپ ﷺ ہاتھ اٹھا کر ضرور دعا کرتے۔ اتحاد امت مسلمہ کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ترک کردہ اعمال کو واضح طور پر ترک کیا جائے اور آپ ﷺ نے جو افعال اختیار کیے انہیں واضح طور پر اختیار کرتے ہوئے حجت مانا جائے لیکن اختیاری معاملات جن میں رسول اللہ ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا ان میں تخفیف کو پیش نظر رکھا جائے اور تخفیف کی رعایت بھی امت کے لیے واضح بیان کی جائے۔ اگر سنت رسول پر عین اسی انداز سے عمل کو ترویج دی گئی تو امت مسلمہ کا اتحاد مثالی ہوگا۔

السنة التركية کی پیروی کرنا: اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کام کو آپ ﷺ نے نہیں کیا تو ہم بھی آپ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے اس کام کو ترک کر دیں جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔[1] (جو رسول ﷺ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس بات سے تم کو منع کریں اس سے رک جاؤ۔) دوسری جگہ پر فرمایا: فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔[2] (ان لوگوں کو ڈر جانا چاہیے جو اس کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں کہ ان کو کوئی فتنہ پہنچے یا ان کو دردناک عذاب پہنچے۔) رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے ہمیں ہر شعبہ ہائے حیات سے متعلق عین راہنمائی ملتی ہے اور یہ کسی معجزہ سے کم نہیں جبکہ دیگر اقوام کے راہنما کسی ایک جہت کے بارے میں راہنمائی کرتے ملتے ہیں۔ امت مسلمہ کے اتحاد کو قائم کرنے کے لیے انہیں اسوہ حسنہ کی صورت میں ایک ایسی "رسی" عطا کی گئی ہے جسے تھامے رکھنے میں ان کی دونوں جہانوں کی نجات مضمر ہے۔ آپ ﷺ کا کسی فعل کو ترک کرنا بھی سنت ہے اور امت کے کسی فرد کا اس عمل کا ارتکاب کرنا بدعت ہے خواہ وہ کوئی بھی دلیل پیش کرے۔ لٰہذا امت مسلمہ کو بدعات سے متنبہ کرنا دور حاضر کی اہم ضرورت ہے۔

نتائج

شرعی احکام کی وضاحت کے لیے نبی ﷺ کی سنت کا ایک پہلو السنة التركية بھی ہے جس کی طرف کم توجہ دی گئی ہے۔

بہت سارے مسائل میں نبی ﷺ سے ان کا "ترک" کرنا بھی ثابت ہے اور ان تروک کی اتباع کا حکم بھی مختلف ہوتا ہے۔

اتحاد امت مسلمہ میں السنة التركية کا اہم کردار ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے چھوڑے ہوئے کاموں کی دلالت مختلف اعتبار سے مختلف ہے یعنی آپ کے تروک کی بہت سی دلالتیں ہیں۔ ان میں سے کچھ کام کے جواز اور اس کے مباح ہونے پر دلالت کرتی ہیں، کچھ عموم پر دلالت کرتی ہیں، کچھ عام کو خاص کرنے پر دلالت کرتی ہیں، کچھ ایسی ہیں جو کچھ شرائط کے ساتھ نسخ پر دلالت کرتی ہیں، کچھ متروکہ کام کی عدم صحت پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ ایسی ہیں جو اس کام کی عدم مشروعیت پر دلالت کرتی ہیں۔

---

[1] الحشر: ۷۔
Sūrah Al-Hashr 7

[2] النور: ۶۳۔
Sūrah An-Noor 63

سفارشات

فروعی مسائل میں السنة التركية کے اثرات کی وضاحت کا اہتمام ہونا چاہیے۔

السنة التركية کے ذریعے مسلمانوں میں پائی جانے والی بدعات خاتمہ کیا جائے۔

السنة التركية پر عمل درآمد کی صورت میں امت مسلمہ میں اتحاد پیدا کیا جائے۔

مذکورہ بحث کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے باحث یہ وصیت کرتا ہے کہ السنة التركية کو مباحث میں اہمیت دینی چاہیے اور اس کے بارے میں مزید تحقیق کی جائے تاکہ السنة التركية کو جدید پیش آمدہ مسائل میں استعمال کیا جا سکے۔